Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ **الفضل** ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

فون: ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۸/۴۳	سوموار - ۲۰ - رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ - ۱۵ - امان ۱۳۷۲ ہش - ۱۵ - مارچ ۱۹۹۳ء	نمبر ۶۳

چندوں سے اموال میں کمی نہیں آتی

چندہ دینے والوں کا ساری زندگی کا یہی تجربہ ہے کہ وہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کے فضل کو بڑھتا ہوا ہی دیکھتے ہیں۔ چندوں سے ان کے اموال میں کمی نہیں آیا کرتی۔ سو طریق ہیں اللہ تعالیٰ کے دینے کے۔ ہزار طریق ہیں۔ اتنے زیادہ ہیں کہ گن بھی نہیں سکتے۔ اور آخرت کا حساب جوں کا توں وہیں پڑا ہوا اور بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور اس میں وہ حساب اس حساب کے بدلے میں تبدیل نہیں ہوتا۔ یہ الگ کھاتہ ہے۔ وہ الگ کھاتہ ہے۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔ ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز)

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"خوش قسمت ہے وہ جو خدا تعالیٰ کی پناہ لیتا ہے اور کون ہے جو بجز خدا تعالیٰ کے ان آفات سے پناہ دے سکتا ہو؟ اصل میں یہ لوگ جو فلسفی طبع یا سائنس کے دلدادہ ہیں، ایسی مشکلات کے وقت ایک قسم کی تسلّی اور اطمینان پانے کے واسطے بعض دلائل تلاش کر لیتے ہیں۔ اور اس طرح سے ان وباؤں کے اصل بواعث اور اغراض سے محروم رہ جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے پھر بھی غافل ہی رہتے ہیں۔ ہماری جماعت کے ڈاکٹروں سے مَیں چاہتا ہوں کہ ایسے معاملات میں اپنے ہی علوم کو کافی نہ سمجھیں بلکہ خدا کا خانہ بھی خالی رکھیں اور قطعی فیصلے اور یقینی رائے کا اظہار نہ کر دیا کریں۔ کیونکہ اکثر ایسا تجربہ میں آیا ہے کہ بعض ایسے مریض جن کے حق میں ڈاکٹروں نے متفقہ طور سے قطعی اور یقینی حکم موت کا لگا دیا ہوتا ہے۔ ان کے واسطے خدا کچھ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ وہ بچ جاتے ہیں۔ اور بعض ایسے لوگوں کی نسبت جو کہ اچھے بھلے اور بظاہر ڈاکٹروں کے نزدیک ان کی موت کے کوئی آثار نہیں نظر آتے۔ خدا قبل از وقت ان کی موت کی نسبت کسی مومن کو اطلاع دیتا ہے۔ اب اگرچہ ڈاکٹروں کے نزدیک اس کا خاتمہ نہیں۔ مگر خدا کے نزدیک اس کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اور چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آجاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۶۱۲-۶۱۳)

رمضان المبارک کے بابرکت ایام ہیں

نادار اور یتیم بچوں کی تعلیم کیلئے شعبہ امداد طلبہ کو

زیادہ سے زیادہ عطیات بھجوانے کی درخواست

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے شعبہ "امداد طلبہ" سے مستحق، نادار اور یتیم طلباء و طالبات کو تعلیمی وظائف دیئے جاتے ہیں۔ یہ شعبہ صدر انجمن میں مشروط بآمد شعبہ کے طور پر ہے۔ اس کے اخراجات، عطیات اور صدقات کے ذریعہ پورے کئے جاتے ہیں۔

رمضان المبارک کے ان بابرکت ایام میں جماعت کے صاحب حیثیت اور مخیر احباب سے خصوصی درخواست ہے کہ وہ مستحق، نادار اور یتیم طلباء و طالبات کی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ عطیات اور صدقات کی رقوم براہ راست بنام نگران امداد طلبہ یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد امداد طلبہ بھجوائیں۔

(ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ۔ ربوہ)

آپکی تحریر

آپکی ہر تحریر۔ چاہے آپ کچھ بھی لکھیں۔ چھپ سکتی ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنے والی بات ہے کہ کوئی تحریر کسی اخبار یا رسالے میں چھپ سکتی اور کوئی کسی اور میں۔ ہر اخبار کا ایک موضوع ہے۔ اور ایک مزاج ہے۔ جس اخبار میں آپ اپنی تحریر شائع کروانا چاہتے ہیں۔ اس کا مطالعہ کریں۔ اس کا مزاج سمجھیں اس میں مضامین کے موضوعات اور ان کی طوالت کو مدّنظر رکھیں۔ موضوع اخبار کے مطابق نہ ہو تو تحریر نہیں چھپے گی۔ مضمون اخبار کے مضامین کی عام طوالت سے لمبا ہو تو یا چھپے گا نہیں یا مختصر کر کے

باقی صفحہ ۸ پر

کبھی ظالم بننے کی کوشش نہ کرو

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث

اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت سے فرمایا ہے (۔) ظالم نہ بننا مظلوم کی زندگی گزارنے کی کوشش کرنا کیونکہ جو ظالم بن جاتا ہے یا جو گروہ یا فرقہ ظالم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہدایت کی راہوں کے سامان پیدا نہیں کیا کرتا۔ اور جس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ ہدایت کی راہوں کے سامان پیدا نہیں کرتا وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنے مقصد کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اس کی زندگی ایک کامیاب انسان کی زندگی نہیں کہلا سکتی۔ اس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کامیاب ہوا اور فلاح اس نے حاصل کی۔ کیونکہ (۔) ظالم لوگ فلاح حاصل نہیں کیا کرتے۔ جس فلاح کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے (کلام پاک) میں مظلوم کے لئے۔ صاحب ایمان کے لئے۔ قربانی اور ایثار کے نمونے دکھانے والوں کے لئے۔ اس کی راہ میں دکھ اور درد اور مشقت برداشت کرنے والوں کے لئے دیا ہے۔ اور یہ کوئی معمولی بات نہیں کیونکہ جب یہ کہا گیا کہ ظالم فلاح حاصل نہیں کر سکتے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ (۔) وہ اللہ کی محبت سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی محبت تمہیں حاصل رہے اور تمہیں وہ کامیابی حاصل ہو جس کامیابی کا وعدہ (کلام پاک) نے تمہیں دیا ہے تو یاد رکھو کہ یہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک اللہ تعالیٰ خود اپنے فضل اور رحم سے ہدایت کے سامان پیدا نہ کر دے۔ پس کبھی ظالم بننے کی کوشش نہ کرو۔ کبھی کسی پر ظلم نہ کرو۔ کبھی ایسے حالات پیدا نہ کرو کہ دنیا میں۔ تمہارے ملک یا علاقہ یا شہر اور گاؤں میں فسادات پیدا ہو جائیں۔ ہر دکھ کو خدا کیلئے برداشت کرو۔

(از خطبہ فرمودہ ۱۳ ستمبر ۱۹۶۸ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۵- امان ۱۳۷۲ ہش ۱۵- مارچ ۱۹۹۳ء

ڈِش انٹینا

دنیا میں کتنی ہی ایسی باتیں ہیں جو بظاہر تکلیف دہ ہوتی ہیں۔ ان کو دیکھنے سننے اور محسوس کرنے سے دل میں دَرد پیدا ہوتا ہے۔ اور اکثر اوقات انسان یہ خواہش کرتا ہے کہ کاش ایسا نہ ہوتا وہ اپنے دَرد کا مداوا اسی میں سمجھتا ہے کہ جن حالات میں سے وہ گذر رہا ہے وہ پیش ہی نہ آتے۔ لیکن آہستہ آہستہ اس پر یہ بات کھلنے لگتی ہے کہ دراصل اس تکلیف دہ واقعہ کے پیچھے اللہ تعالیٰ نے کئی مسرّت کے سامان رکھ دئے ہیں۔ کئی باتیں ایسی ظہور میں آنے لگتی ہیں کہ دَرد باقی بھی رہے تو خوشی کا غلبہ ہونے لگتا ہے دَرد دَب جاتا ہے اور خوشی اُبھر کر سامنے آ جاتی ہے۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب۔ امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کو پاکستان سے باہر جانا پڑا۔ ساری جماعت کے دل دَرد سے بھر گئے۔ آنکھوں سے خون کے آنسو رواں ہو گئے۔ یوں لگا کہ دنیا ہی بدل گئی ہے۔ بعض لوگوں نے تو اس احساس کا بھی اظہار کیا کہ دنیا اُجڑ ہی گئی ہے۔ جسے روز ملتے تھے اور روح کی غذا حاصل کرتے تھے۔ جسے روز دیکھتے تھے اور آنکھوں میں روشنی پیدا ہو جاتی تھی وہ جسمانی طور پر دُور ہو گیا۔ آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ اور دلوں کو مضطرب اور روحوں کو بے قرار کر گیا۔ ہم۔ پاکستان کے احمدی دوست۔ اپنی جگہ پر پریشان اور حضور اپنی جگہ پر ہماری جُدائی سے مغموم۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے اس جُدائی کے صدمے کے ساتھ جماعت کی جو ترقی وابستہ کر رکھی تھی اس کا کسی کو علم نہیں تھا۔ ترقی کا یقین تو تھا۔ اور ہے۔ لیکن اتنی ترقی وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتی تھی۔ سلسلہ کا کوئی شعبہ نہیں جس میں بے انتہا ترقی کے آثار نظر نہ آتے ہوں۔

شائد باقی شعبوں میں تو ترقی ہو بھی جاتی۔ لیکن جب ہم ڈِش انٹینا کی وجہ سے حضور سے ملتے ہیں تو آپ بتائیے کہ پاکستان میں رہ کر یہ ممکن ہو سکتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ اور پھر حضور یہاں موجود تھے تو کسی نے دیکھا کسی نے نہ دیکھا۔ دور سے دیکھا تو پوری طرح نظر نہ آئے۔ لیکن اب۔ سب کے سامنے۔ حضور کی آواز حضور کا چہرہ۔ حضور کے جذبات۔ جس طرح اب نظر آتے ہیں پہلے کبھی نظر نہ آئے تھے۔

خدا کی دی ہوئی توفیق سے ہم
جو کر پائے وہ ہم نے کر لیا ہے
ہماری اپنی استعداد کم ہے
ہماری پشت پر لیکن خدا ہے

—— ابوالاقبال

کسی کی لگن دل میں رکھتا ہوں مَیں
اُسی کے تخیّل میں رہتا ہوں مَیں

مجھے اُن کے لُطف و کرم یاد ہیں
مرے دل کی دُنیا میں آباد ہیں

بہت خوب ہیں عکس و آواز بھی
عیاں ہو رہے ہیں نئے راز بھی

مگر کیا کروں؟ دل نہیں مانتا
وہ ناداں یہ قصّے نہیں جانتا

نہیں چین ملتا، اُسے ایک پَل!
صَدا دے رہا ہے، تو لندن کو چل!

فقط عکس سے دل بہلتا نہیں
اُترتا ہے دل میں، ٹھہرتا نہیں

مِری آرزو کو جو بَر جائیں پَر
تو لمحوں میں طے ہو یہ سارا سفر

خدایا! سدا وہ رہیں شادکام
کبھی تو طلوع ہوگا "ماہِ تمام"

صفوں کی صفیں منتظر ہیں کھڑی
خُدایا! وہ آئے مبارک گھڑی

کہ مغرب سے "خورشید" بن کر چڑھے
ضیاء شش جہت میں بڑھے ہاں! بڑھے

ترے کام کا بول بالا رہے!
ہاں! وحدت کا تیری اُجالا رہے!

یعقوب امجد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری تاریخ

۱۹۱۸ء کے آخری مہینوں میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر اپنی رضا کا اظہار فرماتا رہے) پر انفلوائنزا کا اتنا شدید حملہ ہوا کہ حضور نے ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو وصیت بھی لکھ دی جس میں اپنے بعد انتخاب امام کے لئے گیارہ افراد پر مشتمل ایک کمیٹی نامزد فرما دی۔ اس اہم وصیت کا متن درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

"راندے ہوئے شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہوئے۔ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔

میں مرزا محمود احمد ولد حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر ایسی حالت میں کہ دنیا اپنی سب خوبصورتیوں سمیت میرے سامنے سے ہٹ گئی ہے بقائمی ہوش و حواس روبرو ان پانچ گواہوں کے جن کے نام اس تحریر کے آخر میں ہیں اور جن میں سے ایک خود اس تحریر کا کاتب ہے (یعنی حضرت مولانا شیر علی صاحب۔ ناقل) جماعت احمدیہ کی بہتری اور اس کی بہبودی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ وصیت کرتا ہوں کہ اگر میں اس کاغذ کی تحریر کو اپنی حین حیات میں منسوخ نہ کروں تو میری وفات کی صورت میں وہ لوگ جن کے نام میں اس جگہ تحریر کرتا ہوں ایک جگہ پر جمع ہوں جن کے صدر اس وقت نواب محمد علی خانصاحب ہوں گے اور اگر کسی وجہ سے وہ شامل نہ ہو سکیں (گو اگر چہ امکان میں ہوں تو میرا حکم ہے کہ وہ اس میں شامل ہوں) تو پھر یہ جمع ہونے والے لوگ آپس کے مشورے سے کسی شخص کو صدر مقرر کریں پہلے صدر جلسہ سب کے روبرو باآواز بلند د۔) پڑھ کر خدا کی قسم کھا کر اس بات کا اقرار کرے کہ وہ نیک نیتی کے ساتھ اس معاملے میں رائے دے گا اور کسی قسم کی نفسانیت کو اس میں دخل نہ دے گا۔ پھر وہ ہر ایک نامزد شدہ سے اس قسم کی قسم لے اور سب لوگ صدر جلسہ سمیت اس بات پر حلف اٹھائیں کہ وہ اس معاملہ کو کسی پر ظاہر نہ کریں گے حتیٰ کہ وہ شرائط پوری ہو جائیں جو میں نے اس تحریر میں لکھی ہیں اس قسم کے بعد یہ سب لوگ فرداً فرداً اس بات کا مشورہ دیں کہ جماعت میں سے کس شخص کے ہاتھ پر بیعت کی جاوے تاکہ وہ جماعت کے لئے (امام) اور (ایمان لانے والوں کا) امیر ہو۔ صدر جلسہ اس بات کی کوشش کرے کہ سب ممبروں کی رائے ایک ہو اگر یہ صورت نہ ہو سکے تو سب لوگ جن کے نام اس کاغذ میں لکھے جاویں گے رات کو نہایت عاجزی کے ساتھ دعا کریں کہ خدایا تو ہم پر حق کھول دے۔ دوسرے دن پھر جمع ہوں اور پھر حلف اٹھائیں اور پھر اسی طرح رائے دیں۔ اگر آج کے دن بھی وہ لوگ اتفاق نہ کر سکیں تو ¾ رائیں جس شخص کے حق میں متفق ہوں اس کی (امامت) کا اعلان کیا جاوے لیکن اعلان سے پہلے یہ ضروری ہوگا کہ حاضر الوقت احباب سے نواب صاحب یا ان کی جگہ جو صدر ہو اس مضمون کی بیعت لیں کہ وہ سب کے سب ان لوگوں کے فیصلہ کو بصدق دل منظور کریں گے اور اس بیعت میں وہ لوگ بھی شامل ہوں جن کے نام اس کاغذ پر لکھے جائیں گے۔ اس کے بعد اس شخص کی (امامت) کا صدر اعلان کریں جس پر ان ممبروں کا حسب قواعد مذکورہ بالا اتفاق ہو۔ بشرطیکہ وہ شخص ان ممبروں میں سے جو صدر جلسہ ہو اس کے ہاتھ پر اس امر کی بیعت کرے۔ (جو بیعت کہ میری ہی سمجھی جائے گی اور اس شخص کا ہاتھ میرا ہاتھ ہوگا) کہ میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ حضرت صاحب کی بتائی ہوئی تعلیم دینِ حق پر ہی یقین رکھوں گا اور عمل کروں گا اور دانستہ اس سے ذرا بھی اِدھر اُدھر نہ ہوں گا بلکہ پوری کوشش اس کے قیام کی کروں گا۔ روحانی امور سب سے زیادہ میرے مدنظر رہیں گے اور میں خود بھی اپنی ساری توجہ اسی طرف پھیروں گا اور باقی سب کی توجہ بھی اسی طرف پھیرا کروں گا اور سلسلہ کے متعلق تمام کاموں میں نفسانیت کا دخل نہیں ہونے دوں گا اور جماعت کے متعلق جو پہلے دو (آئمہ کا طریق) ہے اس کو ہمیشہ مدنظر رکھوں گا اس کے بعد وہ سب لوگوں سے بیعت لے اور میں ساتھ ہی اس شخص کو وصیت کرتا ہوں کہ حضرت صاحب کے پرانے دوستوں سے نیک سلوک کرے بیٹیوں سے شفقت کرے ایمان لانے والوں کی مائیں خدا کے حضور میں خاص رتبہ رکھتی ہیں۔ پس حضرت اماں جان کے احساسات کا اگر اس کے فرائض کے رستہ میں روک نہ ہوں۔ احترام کرے میری اپنی بیبیوں اور بچوں کے متعلق اس شخص کو یہ وصیت ہے کہ وہ قرضہ حسنہ کے طور پر ان کے خرچ کا انتظام کرے جو میری جائیداد (اولاد اللہ نے چاہا تو) ادا کرے گی۔ بصورت عدم ادائیگی میری جائیداد اس کی کفیل ہو۔ ان کو خرچ مناسب دیا جائے۔ عورتوں کو اس وقت تک خرچ دیا جائے جب تک وہ اپنی شادی کر لیں۔ بچوں کو اس وقت تک جبکہ وہ اپنے کام کے قابل ہو جائیں۔ اور بچوں کو دینی اور دنیاوی تعلیم ایسے رنگ میں دلائی جائے کہ وہ آزاد پیشہ ہو کر خدمتِ دین کر سکیں۔ جہاں تک ہو سکے لڑکوں کو حفظ قرآن کرایا جاوے۔ باقی حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) اور (حضرت امام جماعت احمدیہ الاوّل) کی وصیتیں ہیں پھر اس شخص کو اور جماعت کو یاد دلاتا ہوں۔ جو کام حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے جاری کئے ہیں کسی صورت میں ان کو بند نہ کیا جاوے ہاں ان کی صورتوں میں کچھ تغیر ہو تو ضرورتوں کے مطابق (امام) کو اختیار ہے۔ اس قسم کا انتظام آئندہ انتخابِ (آئمہ) کے لئے بھی وہ شخص کر دے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کا حافظ، حامی اور ناصر ہو۔ اس شخص کو چاہئے کہ اگر وہ دین کی ظاہری تعلیم سے واقف نہیں تو اس کو حاصل کرے۔ دعاؤں پر بہت زور دے۔ ہر بات کرتے وقت پہلے سوچ لے کہ آخر انجام کیا ہوگا۔ کسی کا غصہ دل میں نہ رکھے۔ خواہ کسی سے کس قدر ہی اس کو ناراضگی ہو۔ اس کی خدمات کو کبھی نہ بھلائے۔ ان لوگوں کے اسماء جن کو میں (امام) کے متعلق مشورہ کرنے کے لئے مقرر کرتا ہوں۔ یہ ہیں۔

۱۔ نواب محمد علی خان صاحب۔
۲۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب
۳۔ مولوی شیر علی صاحب۔
۴۔ مولوی سیّد سرور شاہ صاحب
۵۔ قاضی سیّد امیر حسین صاحب
۶۔ چوہدری فتح محمد صاحب سیال
۷۔ حافظ روشن علی صاحب
۸۔ سیّد حامد شاہ صاحب
۹۔ میاں چراغ دین صاحب
۱۰۔ ذوالفقار علی خان صاحب۔

اگر بیرونی لوگ شامل نہ ہو سکیں تو پھر یہیں کے لوگ فیصلہ کریں (امام) وہی شخص ہو سکتا ہے جو قادیان میں رہے۔ جو خود نمازیں پڑھائے۔ یہ ضروری ہدایت یاد رکھی جائے کہ یہ لوگ اس بات کا اختیار رکھیں گے کہ اپنے میں سے کسی شخص کو انتخاب کریں یا کسی ایسے شخص کو جس کا نام اس فہرست میں شامل نہیں۔ ایک نام اس میں اور زیادہ کر دیا جائے۔ میاں بشیر احمد صاحب بھی اس میں شامل ہوں۔ والسلام۔

اگر صدر جلسہ خود (امام) تجویز ہو تو جو الفاظ (امام) کی بیعت کے لئے رکھے گئے ہیں ان کا وہ خود حلفیہ طور پر مجلس میں اقرار کرے۔ خدا کے فضلوں کا انکار کوئی نہیں کر سکتا۔ (امام) خدا بناتا ہے۔ پس اس شخص کو جس کے لئے لوگ متفق ہوں۔ (امامت) سے انکار نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں مشورہ دینے والوں کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔ کہ ایسے شخص کو منتخب کریں کہ وہ قادیان کا ہی ہو کر رہ سکے۔ اور جماعت کر اسکتا ہو۔ والسلام۔ (اور ہماری آخری بات یہ ہے کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے)۔ (دستخط خاکسار مرزا محمود احمد۔ دستخط خاکسار شیر علی عفی عنہٗ بقلم خود کاتب تحریر ہٰذا۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۸ء۔ دستخط فتح محمد سیال بقلم خود۔ دستخط خاکسار مرزا بشیر احمد بقلم خود ۱۹ اکتوبر ۱۸ء دستخط محمد سرور شاہ بقلم خود ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۸ء۔ دستخط خلیفہ رشید الدین ایل۔ ایم۔ ایس بقلم خود ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۸ء۔

(نوٹ) یہ کاغذ مولوی شیر علی صاحب کی تحویل میں رکھا جاوے اور اس کی نقل فوراً شائع کر دی جاوے۔ (دستخط) مرزا محمود احمد"۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا محمد منوّر

مثالی طالب علم

آج کل ہمارے بچوں اور بچیوں کے امتحانات ہو رہے ہیں۔ بہت سے بچوں اور ان کے والدین کی توجہ دُعاؤں کی طرف ہو گئی ہے۔ بچے اور ان کے بزرگ خود بھی دُعائیں کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ بیوت میں بھی دعاؤں کے لئے درخواستوں کے اعلانات ہوتے ہیں۔ یہ صورتِ حال بہت پسندیدہ اور قابلِ تعریف ہے۔ ایک دینی اور رُوحانی جماعت کے افراد کی توجہ ہر مشکل وقت میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف مبذول ہونی چاہیئے۔ ہماری ہر قسم کی ترقی اللہ تعالیٰ کے فضلوں ہی کی مرہونِ منت ہے۔

اس امر کے ساتھ ہمیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ صرف امتحانات میں کامیابی ہمارا اصل مقصد نہیں۔ جو بات ہمارے شایانِ شان ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے علمی میدان میں اقوام عالم کو پیچھے چھوڑ جانا ہے۔ ہمارا صحیح مقام یہی ہے کہ ہم تمام اقوام کے استاد بنیں۔ اور علم و معرفت کے عظیم الشان چشمے تمام دُنیا میں جاری کریں۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے ساتھ آسمانی مدد ہے۔ اور ہماری توجہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس جانب ہمیشہ لگی رہتی ہے۔ گویا ہماری کوشش اکیلی نہیں ہے بلکہ اسے دُعا کے پَر بھی لگے ہوتے ہیں۔ جو اسے برق رفتاری سے بلند سے بلند تر لے جانے پر آمادہ رہتے ہیں۔ دوسرے طالب علموں کو یہ فضیلت حاصل نہیں ہے۔

پھر ہمیں ایک اور نمایاں فضیلت بھی حاصل ہے کہ ہمارے پیارے امام ہر وقت دُعا میں مشغول رہتے ہیں۔ حضور انور کی خواہش ہے کہ جماعت کے بچے اور بچیاں آپ سے ذاتی تعلق قائم کریں اور دُعاؤں کے لئے زبانی اور تحریری طور پر آپ کی خدمت میں درخواستیں پیش کرتے رہیں۔ ہم نے دعاؤں کی قبولیت کے حیرت انگیز واقعات کا مشاہدہ کیا ہے۔ اس سے قوتِ یقین میں اضافہ ہوتا ہے۔ جو لوگ جماعت میں شامل نہیں۔ وہ بھی جب ہمارے بزرگ ائمہ سے دُعا کے طالب ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی جھولیاں بھی گوہر مراد سے بھر دی ہیں۔ یہ فیض عام ہے۔ اور ہمارے عزیز نوجوانوں کو اس سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

احباب جماعت کو یاد ہوگا کہ حضرت امام ثالثؒ نے ایک بار فرمایا تھا کہ جماعت کو ڈاکٹر سلام صاحب جیسے ایک ہزار سائنس دانوں کی ضرورت ہے۔ خدا کے ایک بندے کے مُنہ سے نکلے ہوئے یہ الفاظ پورے ہو کر رہیں گے۔ جماعت کے ذہین طالب علموں کو سائنسی تعلیم کی طرف فوری طور پر توجہ دینی چاہیئے اور جس ملک میں بھی حالات اجازت دیں۔ زیادہ سے زیادہ تعداد میں سائنس کے مضامین میں اعلیٰ دسترس پیدا کرنی چاہیئے۔

ہمارے مؤقر روزنامہ "الفضل" میں عزیز بچوں اور بچیوں کی اعلیٰ کامیابیوں کی خبریں پڑھ کر بہت خوشی ہوتی ہے اور دل سے دُعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مزید علمی ترقیات بخشے اور راستے کی تمام رکاوٹیں اور مشکلات دُور فرمائے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے نوجوان عظیم صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ اگر توجہ اور محنت کے ساتھ ساتھ دعاؤں میں لگے رہیں گے اور اپنی علمی قابلیتوں کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کرنے کی سعی کریں گے۔ تو وہ ضرور ستاروں کی طرح تمام ممالک میں چمکیں گے۔ اور دیگر اقوام کے علماء و محققین ان کی خوشہ چینی پر فخر محسوس کریں گے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ بہت سی حکومتوں نے جناب ڈاکٹر سلام صاحب کو اپنے ملکی اور حکومتی اعزازات سے نوازا ہے اور مشہور و معروف یونیورسٹیوں نے انہیں اپنے ہاں بلا کر ان کے خیالات سے استفادہ کیا ہے۔ یہ سلسلہ پورے زور سے جاری رہنا چاہیئے تاآنکہ ہم اپنا ٹارگٹ حاصل کر لیں۔

ہمارا یہ بھی مشاہدہ ہے کہ بہت سی اقوام علمی ترقی اور سائنس و ٹیکنالوجی میں اعلیٰ معیار کی پیاسی ہیں۔ رنگ و نسل کا امتیاز اس میں حائل نہیں ہے۔ جو اقوام تعصب کا شکار رہیں۔ ان کی پسماندگی ان کی تقدیر میں لکھ دی گئی ہے۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے وسیع دل اور کُھلا ذہن عطا فرمایا ہے۔ ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اقوام عالم کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں اور تمام میدانوں میں اپنی مثال آپ ہوں۔

زبیر خلیل ملک

تربیت اولاد

تمام والدین کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت اس نہج پر کریں کہ ان کے بچے بڑے ہو کر مستقبل میں کامیاب و کامران زندگی گزار سکیں۔ تاہم اپنی اس فطری خواہش کے حصول میں بعض اوقات والدین اپنی اولاد کی صحیح سمت میں راہنمائی اور تربیت نہیں کر پاتے۔ اگرچہ وہ اپنی سمجھ کے مطابق اپنے بچوں کی بہتری کے لئے کوشاں ہوتے ہیں لیکن اگر ان کی کوششوں کا باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو علم ہوتا ہے کہ وہ اس کے برعکس کام کر رہے ہوتے ہیں۔ اس کی ایک مثال اولاد کے معاملات میں والدین کی بے تحاشا مداخلت ہے۔ نتیجۃً ایسے بچے تمام معاملات میں والدین کی نظر کرم، محبت الفت اور شمولیت کو لازم و ملزوم سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اور والدین کی اُلفت، محبت یا نظر کرم حاصل کرنے کے لئے خود سے کوئی محنت نہیں کرتے۔ ایسے سلوک یا روّیہ کی بدولت والدین لاشعوری طور پر اپنی اولاد کو آہستہ آہستہ اس صفت سے محروم کر دیتے ہیں جس کے تحت بچہ اپنے آپ کو ذاتی سلوک، ذاتی خصوصیات اور دوسروں کے ساتھ برتاؤ کی بنا پر معاشرہ میں قابل قبول شخصیت کے طور پر ڈھال سکتا ہو۔ والدین کے درج بالا خاص روّیہ اور سلوک کے تحت پروان چڑھتے ہوئے بچے جب بڑے ہوتے ہیں اور باہر کی دُنیا میں نکلتے ہیں تو وہ دوسرے افراد معاشرہ سے بھی اپنے والدین کی طرح کے خاص سلوک کے متمنی ہوتے ہیں۔ لیکن جب وہ اس روّیہ اور سلوک کو حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں تو پھر ذہنی کوفت اور انتشار کا شکار ہو جاتے ہیں۔ صرف اپنی ذات میں دلچسپی رکھنے والے ایسے بچے معاشرتی اور سماجی رشتوں کو قائم رکھنے میں ناکام رہتے ہیں۔

اس بات چیت کا مقصد قطعاً یہ نہیں ہے کہ والدین اپنی اولاد کا خیال نہ رکھیں۔ یا لاڈ پیار نہ کریں تاہم اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ ان کے بچوں میں دوسروں کو متاثر کرنے اور ہمجولیوں کے جذبات کا احترام کرنے کی صلاحیت بھی پیدا ہونی چاہیئے۔ والدین کی ایسی کوشش مستقبل میں ان کی اولاد کو ہم معاصروں کی بے توجہی کی کوفتوں سے نجات دلانے میں ممد و معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ اور ایسے بچے نوجوانی میں معاشرہ کے لئے مفید وجود بن سکتے ہیں۔

والدین کو اپنے بچوں کو دوسروں کی خاطر وقت اور دوسری مادی اشیاء کی قربانی کی طرف بھی توجہ دلانی چاہیئے علاوہ ازیں بچوں کے درمیان بعض مشترکہ مقاصد اجاگر کر کے ان مقاصد کے حصول کے لئے اجتماعی کوششوں کی ضرورت اور اہمیت کو بھی اجاگر کرتے رہنا ضروری ہے۔ اس قسم کی کوشش بچوں میں خود نفسی اور اپنی ذات کے خول میں مقید رہنے کی لعنت سے چھٹکارا حاصل کرنے میں ممد و معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ بچے کسی مقصد، نصب العین یا مطمح نظر کو اپنی کوششوں اور محنت سے حاصل کرتے ہیں تو یہ حصولِ مقصد نہ صرف انہیں مہارت تجربہ اور سکون بخشتا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ان میں احساس ذمہ داری خود اعتمادی، جذبات اور احساسات پر قابو پانے کا ملکہ بھی عطا ہوتا ہے۔ اور پھر ایسے بچے سماجی اور معاشرتی لحاظ سے مفید افراد معاشرہ بنتے ہیں۔

عمر کے لحاظ سے بچوں کے لئے مختلف مقاصد کا حصول متعیّن کیا جا سکتا ہے تاہم اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ کہ مقصد میں حصول کامیابی کے بعد بہت زیادہ تعریف اور ستائش یا پھر متعلقہ مقصد میں ناکامی کے وقت بہت زیادہ تنقید اور لعن طعن بچوں کی نشو و نما کے لئے انتہائی مُضر ہے۔ بہت زیادہ تعریف اور ستائش بچوں کو مشکل اور خطرات سے پُر تجربات کرنے میں ایک رکاوٹ ہے۔ کیونکہ بچہ ہر کام میں تعریف سننے کا عادی ہو جاتا ہے اور لاشعوری

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

دی نیوز

۴۔ مارچ ۱۹۹۳ء

روزنامہ دی نیوز کے ۴ مارچ ۹۳ء کے شمارے میں رشید احمد واہ کینٹ سے کہتے ہیں کہ آج کل آٹھویں ترمیم کے متعلق بہت کچھ کہا جارہا ہے کہ اس میں جو اختیارات دیئے گئے ہیں وہ زیادہ تر صدر مملکت کے حق میں جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں ایسا لگتا ہے کہ وزیراعظم بالکل غیر موثر ہو کر رہ جاتے ہیں اگرچہ وہ (وزیراعظم) لوگوں کے منتخب کردہ ہیں لیکن وہ شخص یعنی صدر جو بالواسطہ منتخب ہوتے ہیں وہ منتخب حکومت کے توازن اور انکی کارکردگی کی نگرانی کرنے کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔ ایسا کرنے کو توازن رکھنے کے مترادف سمجھا گیا ہے۔ یعنی صدر اور وزیراعظم کے درمیان اختیارات کے توازن کو قائم رکھنا لیکن عملی طور پر صدر مملکت کو ایسے اختیارات مل جاتے ہیں جسے لٹکتی ہوئی تلوار کہا جاسکتا ہے۔ اور یہ تلوار منتخب نمائندوں کے سر پر لٹکی رہتی ہے۔ اس تلوار کا خوف حکومت کو ہمیشہ ذہنی طور پر غیر مستحکم رکھتا ہے اور اس کے نتیجہ میں ان کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔ یہی وہ بات جس کی وجہ سے آٹھویں ترمیم کے متعلق بحث و تمحیص شروع ہوئی۔ یہ بات ذہن میں رکھنے کے قابل ہے کہ کسی بھی سیاسی سسٹم کی کامیابی کا انحصار ان لوگوں پر ہے جو اس کے کارکن سمجھے جاتے ہیں۔ ایک سوال جو خاصا اہم ہے۔ آٹھویں ترمیم رہے یا نہ رہے۔ وہ یہ ہے کہ بعض خاص قسم کے لوگ پہلے بھی تھے اب بھی ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے اور یہی وہ لوگ ہیں جو حکمرانی کرتے ہیں۔ اگر آٹھویں ترمیم کو ختم کردیا جائے تو ان لوگوں کو جو بڑی مضبوطی سے اختیارات کے سلسلے میں اپنے قدم جمائے ہوئے ہیں نہیں ہٹایا جاسکے گا۔ یہ لوگ اپنے ناموں سے شناخت کئے جاتے ہیں اور سیاسی سسٹم کوئی بھی ہو یہی حکمرانی کریں گے۔ آٹھویں ترمیم کے متعلق جو شور مچایا جارہا ہے وہ بے فائدہ ہے۔ اگر اختیارات وزیراعظم کو دیئے جائیں تو وہ ڈکٹیٹر بن جائیں گے اور اگر وہی اختیارات صدر مملکت کو دیئے جائیں تو وہ ڈکٹیٹر بن جائیں گے لیکن اصل نکتہ یہ ہے کہ کوئی توازن برقرار رکھنے کے لئے مؤثر بات ہونی چاہیئے۔ یہ توازن اختیارات کا توازن۔ کس طرح قائم کیا جائے یہ ہے وہ بات جس پر دستور کے ماہرین کو سوچنے کی ضرورت ہے۔ اس ملک میں دساتیر کا بننا اور ان کا ختم ہونا یا یوں کہیے کہ دستور سازی نہایت عجیب حالات سے گذری ہے۔ اگر ہم اس تاریخ کا مطالعہ کریں تو انسان حیران رہ جاتا ہے کہ کس قسم کے حالات میں سے گذرنا پڑا ہے جن کے نتیجہ میں مارشل لاء لگائے گئے۔ عوام الناس میں سے ہر شخص حیران و ششدر رہے اور یہ سمجھنے سے قاصر کہ ہم دستور کو بناتے اور ختم کرتے ہیں کب تک لگے رہیں گے۔ جو بھی سیاسی افق پر ابھرتا ہے اور اس کا مقصد ملک پر حکمرانی کرنا ہوتا ہے وہ اپنی مرضی کا دستور ملک کو دے دیتا ہے۔ کب تک ہم دنیا کے لئے باعث تمسخر بنے رہیں گے۔ ہر شخص کو یہ سوچنا چاہیئے اور اس سلسلے میں کچھ کرنا چاہیئے تا کہ ہمارا ملک بہتری کی طرف رواں دواں ہو۔ یہ کہ ملک کے چلانے کے لئے عارضی قسم کی باتیں کی جائیں۔ یہ ہماری ترقی کا باعث نہیں ہو سکتیں۔

ڈان

۷، مارچ ۱۹۹۳ء

روزنامہ ڈان کے ۷ مارچ ۱۹۹۳ء کے شمارے میں ایم جے سعید (کراچی) کہتے ہیں کہ یہ بڑی دل شکنی کی بات ہے کہ سیاسی لوگ جو بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں اور اسی طرح مذہب سے وابستہ لوگ بھی جن کی آواز خاصی اونچی ہے نے کبھی صلاح الدین کے متعلق کوئی بات نہیں کہی۔ صلاح الدین آج سے آٹھ سو سال پہلے مارچ کی ۴ تاریخ ۱۱۹۳ء کو اس دنیا سے رخصت ہوئے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ دونوں گروہ اسلام کی اپنی اپنی تاویل اور تعبیر میں مصروف ہیں اور اس بات کی ہرگز پرواہ نہیں کرتے۔ کہ کوئی حقیقی مجاہد بھی ہے جس کے پاس نہ کوئی محلات تھے اور نہ دولت نہ جائداد کیونکہ جب صلاح الدین نے وفات پائی (بعمر ۶۰ سال) تو ان کے پاس ایک شامی دینار اور ۴۷ درہم موجود تھے جب صلاح الدین نے عیسائی صلیبی جنگوں کے سپاہیوں سے یوروشلم ستمبر ۱۱۸۷ء میں اپنے قبضے میں لے لیا (انہوں نے اسے فتح کر لیا) تو جو کچھ بھی انہیں اس فتح سے ملا وہ انہوں نے عیسائیوں میں اس لئے بانٹ دیا کہ وہ اپنے اپنے قیدیوں کو یہ رقم دے کر چھڑا سکیں۔ ایک یوروپی مورخ لکھتا ہے کہ صلاح الدین نے اپنے آپ کو کبھی اس قسم کا سخی ظاہر نہیں کیا تھا جتنا کہ انہوں نے اس وقت کیا جب یروشلم ان کے ہاتھوں فتح ہوا۔ انہوں نے خود اس بات کی نگرانی کی کہ تمام کے تمام عیسائی بغیر کسی ضرر کے بچے رہیں۔ انہوں نے اس بات میں کامیابی حاصل کی کہ وہ ایک ایسی اسلامی سلطنت قائم کریں جیسی کہ حضرت عمرؓ نے قائم کی تھی جہاں تمام لوگ قانون کے سامنے برابر تھے۔ بڑے بڑے محلات کے پاس کوئی جھگیاں نہیں تھیں اور اسی طرح حکمرانوں کے پاس عام شہریوں سے زیادہ کچھ نہیں تھا کیونکہ صلاح الدین نے اپنی ذاتی مثال سے یہ بات واضح کی کہ ہر شخص دوسرے شہری کے برابر ہے اور صلاح الدین بھی ان میں شامل ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ اس بات کی امید کرنا کہ ہمارے سیاست دان یا ہمارے مذہبی لوگ اس کے متعلق ایسا کریں گے۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ کتنے لوگ ہیں جو صلاح الدین کے متعلق کچھ جانتے ہیں۔ ہم بابری مسجد کے متعلق تو بہت کچھ سنتے ہیں لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ ہم مسجد اقصیٰ کے متعلق کچھ نہیں سنتے۔ صلاح الدین اور دوسرے سارا سین کی کوششیں یروشلم میں مسجد اقصیٰ سے تعلق رکھتی تھیں۔ آخر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرش کا جو سفر کیا وہ اسی جگہ سے شروع ہوا تھا اور یہ ہمارا پہلا کعبہ بھی تھا۔ صلاح الدین کو دولت نے اور شان و شوکت نے اپنی طرف نہیں کھینچا انہوں نے اپنے ساتھیوں سے یہ کہا کہ جب وہ فوت ہوں تو ان کے کپڑے کا ایک ٹکڑا پھاڑ کر ہوا میں لہرایا جائے اور یہ اعلان کیا جائے کہ صلاح الدین اپنے خالق کے پاس چلا گیا ہے اور کہ اس نے نہ اپنے ساتھ کچھ لیا ہے نہ اپنے پیچھے کچھ چھوڑا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ اب لوگوں کے پاس ذاتی طور پر اور اسی طرح حکومت کے خزانوں میں بھی اربوں موجود ہیں لیکن مسلمانوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے منہ پھیر لیا ہے۔ جنہوں نے اپنی ساری زندگی اپنے پاس صرف ایک لکڑی کا صندوق رکھا جو اس وقت استنبول میں ٹوپ کاپی TOPKAPI کے عجائب گھر میں موجود ہے۔ ان لوگوں نے اسلام کے بہت بڑے صلاح الدین کی یاد بھلا دی ہے۔ لیکن وہ بڑے زور دار الفاظ میں اپنے چمکدار محلات میں سے جہاد کی باتیں کرتے ہیں۔ میں ایک عام سا سمندروں میں گھومنے پھرنے والا مسلمان ہوں۔ ان باتوں سے میرا سر شرم کے ساتھ جھک جاتا ہے۔

ڈان

۲، مارچ ۱۹۹۳ء

روزنامہ اخبار ڈان کے ۲ مارچ ۱۹۹۳ء کے شمارے میں کراچی سے اے۔ ایم سید کہتے ہیں (خط)

مقامی اخبارات میں حال ہی میں ایک خبر کے مطابق وزیر قانون اور انصاف نے قومی اسمبلی میں ایک بل پیش کیا ہے جس کا مقصد فرقہ واریت اور فرقہ وارانہ تعصبات کو ختم کرنا ہے۔ یہ بل متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کو پیش کر دیا گیا ہے چونکہ فرقہ واریت بلا واسطہ مذہب سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ اس بل کے متعلق وزارت مذہبی امور سے اجازت لے لی گئی ہوگی (یا ان سے منظوری لے لی گئی ہوگی) یہ ساری کارروائی کہنے کے لئے تو آسان ہے لیکن کر گزرنی مشکل۔ اور یہ بات بھی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ فرقہ واریت کو کس طرح ختم کیا جائے گا جبکہ ہمارا دستور میں فرقہ واریت کو تسلیم کیا جا چکا ہے اور ہمارے معاشرے میں فرقوں کی موجودگی کا اس میں ذکر ہے۔ یہ بات یوں ظاہر و باہر ہے کہ دستور میں لکھا ہے کہ دستور اس بات کو PROVIDE کرتا ہے کہ رنگ نسل اور فرقہ کی بناء پر کوئی تمیز نہیں کی جائے گی۔ یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی جا سکتی ہے کہ جو کچھ اس مجوزہ بل میں چاہا گیا ہے وہ سطحی طور پر فرقہ واریت کا ختم کرنا ہے تاکہ اس سے سیاسی فوائد حاصل کئے جاسکیں۔ یہ نسبت اس کے کہ مذہبی طور پر مذہب کے مطالبے کے مطابق فرقوں کو کلی طور پر ختم کیا جائے یہ کہ بل میں تضاد موجود ہے۔ ایسا سمجھنے کے لئے دیکھنا یہ چاہیئے کہ فرقہ واریت جس کا ماخذ فرقہ ہے اس کے کیا معنی ہیں۔ مختلف معانی جو مختلف ڈکشنریوں میں دیئے گئے ہیں مثلاً آکسفورڈ اور چیمبر ڈکشنریوں

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان ـــــ عطاء اللہ

محترم کیپٹن چوہدری نصیر احمد صاحب

ہمارے ایک نہایت ہی محترم اور پیارے عزیز کیپٹن چوہدری نصیر احمد صاحب ڈائریکٹر آف چک نمبر ۸، جنوبی ضلع سرگودھا حال مسلم ٹاؤن فیصل آباد بعمر قریباً ۷۰ سال اچانک داغ مفارقت دے گئے۔ (ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف واپس لوٹیں گے)۔

محترم چوہدری صاحب کو ۸/۹ فروری کو دل کا عارضہ لاحق ہوا۔ شوگر کی تکلیف پہلے سے تھی انہیں فوری طور پر ساحل ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا۔ بعد میں تکلیف شدت اختیار کر گئی۔ اور بتاریخ ۱۲ فروری ۱۰ بجے کے قریب چوہدری صاحب اپنے مولیٰ و خالق حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ محترم حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر جماعت احمدیہ فیصل آباد باوجود ضعف و پیرانہ سالی کے چوہدری صاحب کے ہاں پہنچے اور فرمایا کہ ان کی تجہیز و تکفین کی جائے۔ اور جمعہ معمول سے کچھ موخر کر دیا جائے۔ تاکہ چوہدری صاحب کا جنازہ مقامی طور پر پڑھا جا سکے۔ چنانچہ حضرت شیخ صاحب کے ارشاد کے مطابق جملہ انتظامات مکمل ہوئے۔ اور جماعت احمدیہ فیصل آباد نے جنازہ پڑھا۔ بعدہٗ آپ کا جنازہ ربوہ لایا گیا۔ جماعت احمدیہ فیصل آباد کے احباب کی بہت بڑی تعداد جنازہ کے ہمراہ تھی۔

عصر کے بعد محترم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب نے بیت المبارک کے شرقی جانب محترم کیپٹن صاحب کا جنازہ پڑھایا۔ اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم چوہدری غلام دستگیر صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ فیصل آباد نے دعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ اپنے فضل بے پایاں سے محترم کیپٹن صاحب کو اعلیٰ علیین میں اپنے خاص مقام قرب سے نوازے۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی اولاد کو اپنے خاص افضال و انعامات سے ہمیشہ فیضیاب فرماتا رہے۔

محترم کیپٹن صاحب بفضلہ تعالیٰ وجیہہ باوقار متقی صاحب اخلاق فاضلہ اور نافع الناس وجود تھے۔ دعوت الی اللہ کے لئے ہمیشہ پُرعزم رہتے۔ اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے اپنے علم کو بڑھاتے اور مطالعہ کتب میں لگے رہتے۔ باقاعدہ آخری شب عبادت کے لئے اڑھائی بجے کے قریب بیدار ہوتے اور اپنے گھر والوں کو اس میں شریک فرماتے "محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں" کا عملی نمونہ تھے۔ مالی قربانیوں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ محترم چوہدری نصیر احمد صاحب کے پسماندگان میں علاوہ ان کی بیگم مکرمہ آپا زبیدہ بیگم صاحبہ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں تین بیٹے بیرون ملک ہیں۔ ان میں سے دو انجنیئر ہیں۔ ایک بیٹا پاکستان میں ہے سب سے چھوٹے بیٹے کے سوا باقی بیٹے اور بیٹی بفضلہ تعالیٰ صاحب اولاد ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب کا ہمیشہ حامی و ناصر رہے اور چوہدری صاحب کے درجات ہر آن بلند سے بلند تر فرماتا چلا جائے۔

اے خدا بر تربت او ابر رحمت ہا ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

اظہر محمود ناصر

محترم چوہدری حاکم علی صاحب

چوہدری حاکم علی صاحب بہت سی خوبیوں کے مالک، نرم خو، بااصول اور نورانی چہرہ کے مالک شخص تھے۔ مورخہ ۵ فروری ۹۳ء کو خالق حقیقی سے جا ملے (ہم اللہ کیلئے ہی ہیں اور اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے)

آپ ایک لمبا عرصہ جماعت احمدیہ اوکاڑہ کے امیر کے طور پر اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ پہلے دادا جان پھر والد صاحب اور ازاں بعد خاکسار کو آپ کی معاونت میں کام کرنے کا موقع ملا۔ یعنی جماعت احمدیہ اوکاڑہ کی تین نسلیں آپ کی قائدانہ صلاحیتوں سے فیضیاب ہوئیں۔ دین کی خدمت کا بہت نمایاں جذبہ رکھتے تھے اور کارکنان کو کام سونپ کر نہ صرف انہیں مفید ہدایات دیتے تھے۔ بلکہ بعد میں ان کی کارکردگی رپورٹ بھی ملاحظہ کرتے اور حوصلہ افزائی ضرور فرماتے۔ آپ اصولوں کے پابند لیکن نیک خو انسان تھے۔

۱۹۷۴ء کا سال آپ کے وسعت حوصلہ کی آزمائش کا سال تھا۔ جو کچھ ہوا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں آپ نے جس وسعت حوصلہ اور قوت برداشت کا مظاہرہ کیا وہ آپ ہی کی طبیعت کا خاصہ تھی۔ جب انتظامیہ اور علماء کی مشترکہ میٹنگ ڈی سی کی زیر صدارت ہوئی تو جماعت احمدیہ اوکاڑہ کے وفد کی قیادت آپ نے کی۔ آپ کے دلائل سن کر بعض علماء نے کہا کہ یہ شخص جھوٹ بولتا ہے تو ڈی سی نے برملا یہ بات کہی کہ یہ صورت جھوٹ بولنے والی نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس نیک طبیعت انسان کے درجات بلند کرے اور ہمیں آپ کے نیک نمونوں سے مستفید ہونے کی توفیق عطا کرے۔

مختصرات

مکرم ظفر اللہ خان صاحب نے کوئٹہ سے اپنی والدہ محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ کے بارے میں یادِ رفتگاں کے تحت ایک تحریر بھجوائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری لعل دین صاحب ۲۶ فروری ۱۹۹۰ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں اللہ پاک ان کے درجات بلند کرے۔

میری والدہ بے حد مہمان نواز تھی اس کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ آخری بیماری کے دنوں میں چند قریبی عزیز تیمارداری کی غرض سے مہمان آئے تو مجھے خاص طور پر اپنے پاس بلا کر کہا کہ میں شدید بیماری کیوجہ سے مہمانوں کی خدمت نہیں کر سکتی۔ تم سب بھی میری تیمارداری میں مصروف ہو۔ جتنے دن مہمان موجود ہیں تم بے شک مجھے نہ پوچھو مگر مہمانوں کی خاطر میں کوئی کمی نہ آنے پائے ہمیشہ فرمایا کرتیں مہمان تو اللہ کی رحمت ہیں ان کی بہت قدر کیا کرو۔ آپ کو اونچی آواز اچھی نہ لگتی تھی خود بھی دھیمے لہجے میں بات کرتیں۔ حتیٰ کہ غصہ کی حالت میں بھی انہیں بلند آواز سے بات کرتے نہیں سنا۔ حتی المقدور کوشش کرتیں کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ میں نے انہیں لوگوں کی برائی کرتے نہیں سنا۔ ایسی محفلوں سے بھی متنفر تھیں جن کا مقصد ہی دوسروں کی عیب جوئی ہو۔

آخری بیماری میں شدید تکلیف کے باوجود بڑے صبر اور حوصلہ سے وقت گذارا۔ شدید تکلیف کے دنوں میں جبکہ ساری ساری رات بیٹھ کر گذاری جب بھی پوچھا۔ یہی کہا "شکر ہے خدا کا اچھی ہوں دعا کرو ٹھیک ہو جاؤں"۔ حتیٰ کہ وفات سے چند لمحے قبل جب میرے بھائی نے سلام کیا اور حال پوچھا تو یہی جواب دیا۔ اسکے چند لمحے کے بعد اپنی جان اپنے مالک حقیقی کے سپرد کر دی۔

بفضل خدا ہر جماعت میں چندہ تحریک جدید کے ضمن میں وصولی کی بھرپور کوشش ہو رہی ہوگی۔ جماعتوں کو دعائیہ فہرست سے متعلق مقررہ فارم بھجوائے گئے ہیں ان سے درخواست ہے۔ ۲۰ مارچ ۹۳ء سے پہلے مذکورہ فہرستیں بعد تکمیل مرکز میں پہنچانے کا خاص اہتمام فرمایا جائے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

ایک چھوٹی سی بات

مکرمہ درثمین صاحبہ بنت مکرم رشید احمد صابر صاحب لکھتی ہیں:

کچھ عرصہ پہلے میرے محترم ابا جان رشید احمد صابر نے مجھے پڑھنے کے بارے میں ایک نصیحت کچھ اس طرح کی کہ جیسے ایک گھاس کا میدان ہوتا ہے ایک آدمی پہلی دفعہ اس میں سے ایک راستہ پر چلتا ہے تو ہلکا سا نقش گھاس پر بن جاتا ہے۔ پھر اور لوگ اس پر چلنا شروع ہو جاتے ہیں اور بالآخر اس جگہ ایک PASSAGE بن جاتا ہے جو گہرے نقش کی طرح ہوتا ہے اسی طرح اگر کبھی تمہارا کسی موضوع کو پڑھنے کو دل نہ بھی کر رہا ہو تو صرف اس کی ریڈنگ کر لیا کرو۔ اس موضوع کا ہلکا سا نقش ذہن میں بن جائے گا پھر بعد میں زندگی میں بار بار اس موضوع پر پڑھنے کا موقعہ ملے گا اور آخر کار وہ ایک گہرے نقش کی طرح دماغ میں محفوظ ہو جائے گا۔ اگر اس چھوٹی سی بات پر عمل کیا جائے تو بڑے اچھے نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔

بقیہ: صفحہ ۵

میں وہ سب کے سب اسلام کی وحدانیت کے خلاف جاتے ہیں۔ کیونکہ اسلام اپنے ماننے والوں میں گروہ بندی کا تصور نہیں دیتا۔ اپنے ماننے والے جنہیں مسلمان کہا جاتا ہے یا بعض اوقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی نسبت سے محمڈن بھی کہا جاتا ہے۔ البتہ سب سے زیادہ مناسب معنے لٹل آکسفورڈ ڈکشنری آف کرنٹ انگلش میں دیئے گئے ہیں یہ ڈکشنری جارج آسلر نے مرتب کی ہے اور اس جگہ چوتھے ایڈیشن کے حوالے کا ذکر ہے جو ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا تھا۔ اس میں فرقہ کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ ایسے لوگوں کا ایک گروہ جو ان لوگوں کے مذہبی خیالات سے مختلف سوچ با قاعدہ قائم ہو چکے ہوں۔ ایک اور معنی جو کسی اور ڈکشنری میں دیئے ہوئے ہیں یہ ہیں کہ ایک مرکز فکر خاص طور پر مذہب یا فلاسفی فرقہ یا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرقہ واریت کے جو مختلف معنے دیئے گئے ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بات قرآن کریم سنت کے خلاف ہے اور اس لئے کہا جائے گا کہ یہ بالکل غیر اسلامی ہے۔ بدقسمتی سے چار خلفائے اسلام کی وفات کے جلد ہی بعد فرقہ واریت کے جراثیم نے مذہب میں داخل ہونا شروع اور چھوٹے چھوٹے گروہ جو مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھتے تھے بن گئے۔ یہ تقسیم اور پھر تقسیم در تقسیم جو ملنے والوں کے درمیان ہوئی اتنی زیادہ بڑھ گئی کہ اب ہم دیکھتے ہیں کہ فرقوں کے اندر مزید فرقے بنے ہوئے ہیں کیا اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے۔ ہرگز نہیں لیکن اس کا عمل جاری ہے اور بغیر کسی تردد کے اور حکومتیں جو برسر اقتدار آتی رہی ہیں اس بات سے غفلت برتتی رہی ہیں۔

بقیہ : صـ ۴

طور پر وہ ایسے کسی کام میں ملوث ہونے سے کتراتا ہے جہاں ناکامی کا شائبہ ہو۔ لہٰذا مہم جوئی میں وہ حصّہ نہیں لیتا۔ اس کے برعکس بہت زیادہ تنقید یا لعن طعن سے بچوں میں آگے بڑھنے کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے۔ چونکہ انہیں کسی کام میں شاباش نہیں ملتی۔ لہٰذا وہ اعتماد اور محنت جیسے اوصاف سے متعارف نہیں ہو پاتے اور کام میں زیادہ دلچسپی نہیں لیتے اور ایک وقت آتا ہے کہ بالکل ہی ہمت ہار دیتے ہیں۔

درج بالا دونوں انتہائی رویّوں کے برعکس اگر ضرورت کے وقت مناسب تعریف و توصیف کر دی جائے اور مناسب حال تعمیری تنقید کا رویّہ اپنایا جائے تو اس سے بچوں پر بہت ہی اچھا اثر کرتا ہے۔ کامیابیوں پر تعریف بچے کو بہتر سے بہتر کی جستجو پر ابھارتی ہے اور وہ مزید کامیابیوں کے لئے سعی کرتا ہے۔ اس طرح موقع مناسبت کی تعمیری تنقید بچوں کو ان کی غلطیوں کی طرف توجہ دلاتی ہے اور ان کو آئندہ کے لئے اپنے مقاصد کو بہتر رنگ میں حاصل کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہے۔ بچپن میں والدین کا اولاد کے ساتھ سلوک ان کی شخصیت پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے اور ان کی مستقبل کی کامیابیوں یا ناکامیوں پر مہر ثبت کرتا ہے لہٰذا والدین کو اولاد کے ساتھ اپنے رویّہ کا مسلسل جائزہ لیتے رہنا چاہیئے اور ہر ممکن کوشش کرتی چاہیئے کہ وہ اپنی اولاد کو معاشرہ کا بہتر سے بہتر فرد بنانے میں اپنا کردار خوبی اور احسن رنگ میں ادا کریں۔

واقفینِ نَو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفینِ نَو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

مصور احمد ابن بشیر احمد زند
بستی زندان ضلع ڈیرہ غازی خان

شاہدہ مجید بنت عبد المجید
محلہ اراضی یعقوب سیالکوٹ

اویس احمد ابن منیر احمد
کنری ضلع تھرپارکر سندھ

لبنیٰ سعدیہ بنت طالب حسین
چک ۱۶۱ مراد ضلع بہاولپور

عثمان احمد ابن محمود احمد ساہی
راہوالی

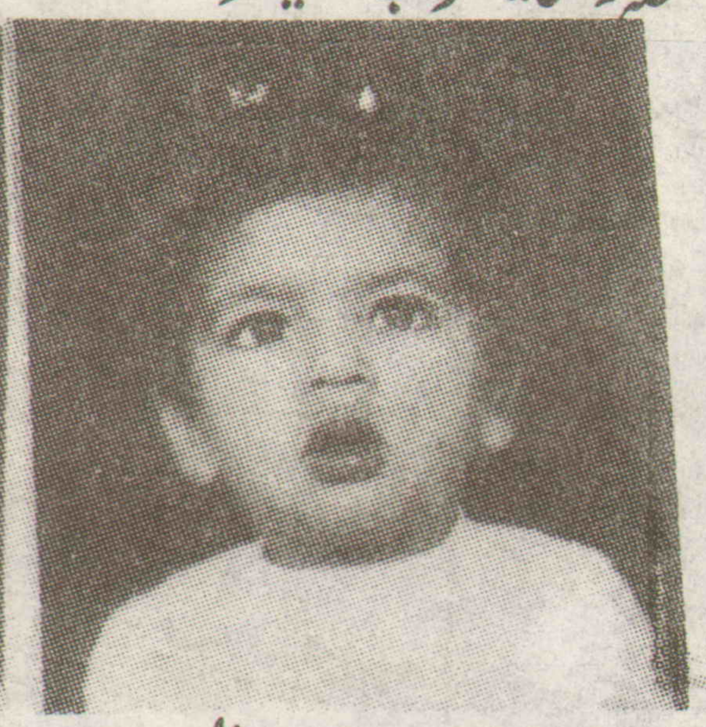
زاہد احمد ابن عبد الوحید
تلونڈی کھجوروالی

رئیس احمد ابن مبارک احمد
تلونڈی کھجوروالی

بلال احمد ابن محمد احمد
راہوالی

طاہر احمد ابن تنویر احمد
گجر چک ضلع گوجرانوالہ

شاہد ریاض ابن ریاض احمد
تلونڈی کھجوروالی

طاہر احمد ابن ناصر احمد
تلونڈی کھجوروالی

محسن مجید ابن عبد المجید
تلونڈی کھجوروالی

نوید اشرف ابن محمد اشرف
تلونڈی کھجوروالی

اسد احمد عدنان ابن منور احمد چیمہ
تلونڈی کھجوروالی

لقمان فردوس احمد ابن بشارت
فردوس احمد بٹر۔ تلونڈی کھجوروالی

عرفان احمد ابن منور احمد چیمہ
تلونڈی کھجوروالی

طاہر احمد ابن عزیز احمد
تلونڈی کھجوروالی

عثمان ضیاء ابن ضیاء اللہ
تلونڈی کھجوروالی

ثروت سلطان بنت ضیاء الدین ظفر
چک چٹھہ

آصفہ قمر بنت کرامت اللہ
چک چٹھہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ ۔ ۱۴ مارچ ۔ کل بعد دوپہر خاصی بارش ہوئی ۔ آج بھی صبح سے مطلع ابر آلود ہے ۔ سردی بڑھ گئی ہے ۔

○ بمبئی میں جمعہ کے روز جو بم کے دھماکے ہوئے تھے ان کے سلسلے میں ایک کشمیری کو جب حراست میں لیا گیا تو اس نے بتایا کہ اس کے بعض اور بھی ساتھی ہیں ۔ ہوٹل میں بم کے دھماکے کے بعد اس نے فرار ہونے کی کوشش کی ۔ فوج نے بمبئی اور اس کے ارد گرد کے علاقوں میں پوزیشن سنبھال لی ۔ وزیر اعظم پی وی نرسیمارائو نے شہر کا دورہ کیا اور دیکھا کہ عمارتیں ٹوٹ پھوٹ گئی ہیں اور خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ ان بم کے دھماکوں سے دو سو تہتر (۲۷۳) افراد جاں بحق ہوئے ہیں اور ایک ہزار سے زائد زخمی ۔ بیرونی ممالک کے انتہا پسندوں کو ان بموں کے دھماکوں کا ذمہ دار قرار دیا جا رہا ہے

○ گلبدین حکمت یار جنہیں کابل کا وزیر اعظم مقرر کیا جانے کا فیصلہ ہوا ہے ، کے متعلق علم ہوا ہے کہ وہ احمد شاہ مسعود کو ان کے عہدے سے فارغ کر دینا چاہتے ہیں انہوں نے مزید کہا ہے کہ وہ عنقریب اپنی کابینہ کا اعلان کریں گے ۔ کابینہ کے علاوہ وہ کئی کمیشن مقرر کرنا چاہتے ہیں جو قیام امن کے ذمہ دار ہوں گے اور مختلف دھڑوں سے اسلحہ واپس لیں گے ۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ اسلحہ رکھنے والے لوگوں کو کابل سے باہر نکال دیں گے ۔

○ روسی قانون ساز ادارے نے صدر بورس یلسن کی تجاویز کو مسترد کر دیا ہے ۔ یلسن نے اس ارادے کا اظہار کیا ہے کہ لیجسلیچر کے فیصلے کے باوجود ریفرنڈم کروائیں گے تا کہ اس بات کا فیصلہ ہو جائے کہ روس میں حقیقی طور پر برسر اقتدار کون ہے ۔ لیجسلیچر یا صدر مملکت ۔

○ یورپین پارلیمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ آئندہ چند ماہ میں کشمیر کے متعلق ایک سیمینار منعقد کریں گے تا کہ وہ اس بات پر کھل کر غور و فکر کر سکیں کہ مقبوضہ کشمیر کی آئندہ کیا حیثیت ہونی چاہیئے اور اس وقت وہاں کس قسم کا تشدد جاری ہے ۔

○ مبصرین کا خیال ہے کہ ۲۷ویں رمضان کو سعودی عرب پاکستان کی سیاست کا مرکز بن جائے گا ۔ وزیر اعظم جونیجو ، جتوئی ، بے نظیر ، نصرت بھٹو اور پیپلز پارٹی کے متعدد رہنما اس روز حجاز مقدس میں موجود ہوں گے ۔

○ وزیر اعظم نواز شریف نے ایران کا ایک روزہ دورہ کیا ہے اس موقعے پر آپ ایران کے صدر ہاشمی رفسنجانی سے ملے انہی کی دعوت پر آپ ایران گئے تھے ۔

○ چینی وزیر دفاع نے چیف آف آرمی سٹاف جنرل عبد الوحید سے ملاقات کی ۔ وزیر دفاع نے کہا کہ ان کی حکومت اور فوج پاکستان کے ساتھ دوستانہ تعلقات کے فروغ کو بڑی اہمیت دیتی ہے ۔

○ بتایا گیا ہے کہ بھارتی سفارتکاروں نے سپر پاور کے اندرونی معاملات میں بھی مداخلت شروع کر دی ہے امریکی قوانین کے علاوہ وی آنا اور جینیوا کنونشن کی بھی خلاف ورزی کر رہے ہیں ۔ بھارتی سفارت کار اسرائیل کے لئے جاسوسی کرتے ہوئے ہر غیر قانونی اور غیر اخلاقی ہتھکنڈہ استعمال کرتے ہیں ۔ یہ بات ایک غیر مسلم ایشیائی ملک کے سفارتکار نے بتائی ہے ۔

○ ایم کیو ایم کے سابق چیف الطاف حسین نے سیاست سے دستبرداری کا فیصلہ واپس لے لیا ہے اور کہا ہے کہ ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن ختم کرانے کے لئے دست بردار ہوا تھا لیکن پارٹی رہنماؤں کا طرز عمل مایوس کن رہا اور مہاجر عوام نے بھی میرا فیصلہ ماننے سے انکار کر دیا تھا انہوں نے جماعتوں اور حکومت سے مذاکرات اور ضمنی انتخابات میں شرکت سے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے اشتیاق اظہر کی سربراہی میں رابطہ کمیٹی قائم کر دی ہے ۔ قیادت الطاف حسین ہی کریں گے ۔

○ بیگم نصرت بھٹو نے کہا ہے کہ حکمران بہن بھائی اور ماں بیٹی تک کو لڑانا چاہتے ہیں ۔ بے نظیر اور مرتضیٰ میں کوئی اختلاف نہیں وہ ہر دوسرے تیسرے روز ٹیلی فون پر بات کرتے ہیں ۔

○ چین کے حکام نے کہا ہے کہ ہانگ کانگ کے مستقبل پر برطانیہ سے کوئی بات چیت نہیں ہوگی گورنر کی طرف سے جمہوریت کے لئے تجاویز کی اشاعت سے چین کو دھچکا پہنچا ہے ۔ چین کا کہنا ہے کہ نتائج کا ذمہ دار برطانیہ ہوگا ۔

○ اقوام متحدہ کے بوسنیا میں ملٹری کمانڈر نے کہا ہے کہ سرب فوجوں کی طرف سے بمباری فوری طور پر بند ہونی چاہیئے ۔

○ پاکستان کے عوامی شاعر حبیب جالب گذشتہ روز لاہور میں انتقال کر گئے ۔ لاہور ہی میں انہیں دفن کر دیا گیا ۔

○ سٹیفن سولارز جو ہندوستان کی حمایت کے لئے خاصے مشہور ہیں گذشتہ جمعے کے روز اسلام آباد پہنچ گئے وہ اپنے مقررہ پروگرام سے پہلے یہاں پہنچے ہیں ۔ انہوں نے ایسے افراد سے گفت و شنید شروع کر دی ہے جو کشمیر کو آزاد دیکھنا چاہتے ہیں ۔

بقیہ صفحہ ۱

چھاپا جائیگا اور آپکو شکائت ہوگی ایڈٹ کرنے والے نے ضروری حصے کاٹ دئیے ۔

اس لئے ان باتوں کا ضرور خیال رکھئے ۔ اخبارات کے اپنے اپنے اصول ہوتے ہیں اور وہ آپکی مرضی کے خلاف بھی انکی پابندی کرنا ضروری سمجھتے ہیں ۔

(ادارہ)

خواتین کیلئے خوشخبری

خواتین اور بچوں کے ریڈی میڈ ملبوسات میں ۲۴۔ مارچ تک ۱۰ فیصد خصوصی رعائت

ھبہ بوتیک

بالمقابل یوٹیلٹی سٹور ۔ ریلوے روڈ ۔ ربوہ

صاحب اولاد // اپنے پھولوں سے بچوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں ۔ اگر کوئی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں ۔

DWARFISHNESS COURSE	۱۰۰/-	۔ چھوٹا قد کورس
BED URINE COURSE	۳۵/-	۔ بول بستری کورس
MITTI CHOUR COURSE	۲۰/-	۔ مٹی چھوڑ کورس
BABY GROWTH COURSE	۳۰/-	۔ بے بی گروتھ کورس
MARASMUS COURSE	۶۰/-	۔ سوکھا پن کورس
BABY TINIC	۱۲/-	۔ بے بی ٹانک
SLOW DENTITION CURE	۲۰/-	۔ آہستہ دانت نکالنا کیور
IRREGULER TEETH CURE	۲۰/-	۔ بے ترتیب دانت کیور

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹوں کے لئے معقول کمیشن

چار صد روپے بازائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

کیور ہومیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون ۶۰۶ / ۷۷۱

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعے کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے ۔

شریف احمد بھٹی

پراپرٹی سنٹر

۱۰۔ بلال مارکیٹ (اقصیٰ روڈ) نزد ربوہ کراسنگ ربوہ

فون گھر : ۴۳۱ ۔ آفس : ۵۲۱

پتہ